مفتی محمد صدیق محمود کوٹی رحمہ اللہ کا سانحۂ ارتحال

محمد صدیق محمود کوٹی
متعلم مدرسہ ابن عباسؓ، گلستان جوہر، کراچی

۴؍رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۴؍جولائی ۲۰۱۲ء بروز منگل ہمارے محبوب استاد، مجسم تواضع، جامعہ خیر المدارس ملتان کے قدیم فاضل، مہتمم جامعہ امداد العلوم محمود کوٹ، فقیہ ملت، حضرت مولانا مفتی محمد صدیق صاحب عمر عزیز کی ۸۶ منزلیں طے کرکے کار حادثہ میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ إنا للّٰہ و إنا إلیہ راجعون.

اٹھائیس شعبان جمعرات کی رات آپ اپنے شاگرد مولانا امام دین تونسویؒ کا جنازہ پڑھا کر واپس آرہے تھے کہ صبح تین بجے کے قریب راستہ میں کار اُلٹ گئی، حادثہ میں باقی سوار تو محفوظ نکل آئے، مگر حضرت مفتی صاحبؒ کی گردن کے مہروں پر کاری ضرب آگئی، جس کی تاب نہ لاتے ہوئے حادثہ کے چھٹے دن بروز منگل صبح ساڑھے آٹھ بجے ملتان زیر علاج ہسپتال میں آپ کی روح پرواز کرگئی۔

بعض فہم وعقل، اخلاص وللّٰہیت اورعزم واستقلال کی پیکر خدا شناس ہستیاں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا کاز اور مقصد حیات اس قدر عالی کردار کا حامل ہوتا ہے کہ ان کی داستانِ حیات آب زر سے کتابت کے لائق ہوتی ہے، جو اس دارِ فانی کو خیرباد کہہ کر اُس میں ایسا رستا ہوا زخم چھوڑ جاتی ہیں کہ جس کا مندمل ہونا عرصہ دراز تک بہت مشکل اور بے امکان ہوتا ہے، زمانہ ہزاروں کروٹیں لے، تب جا کر کہیں وہ خلا پر ہونے کو آتا ہے۔

حضرت مفتی محمد صدیق صاحبؒ جامع کمالات، عجز ونیاز کے پیکر، علمی وعملی طور پر پختہ کار اور سادگی ومستقل مزاجی میں اکابر کی یادگار تھے۔ آپ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے خاص شاگرد، شہید اسلام، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے رفیق درس اور فقہ وتفسیر کے بہت بڑے

بڑھاپے کے اس زمانے میں بھی اصول وقواعد کا برابر استحضار رہتا تھا۔ درسِ نظامی کی یومیہ کئی کئی کتابیں پڑھانا آپ کا عام معمول تھا۔ ہدایہ ثالث، بیضاوی اور کافیہ جیسی ثقیل الدرس کتابوں کی تدریس آپ کے ہاں ایک سہل المنال قضیہ تھا۔ جوانی کے ایام میں ایک طویل عرصہ تک ابتدائی درجات سے لے کر جلالین ومشکوٰۃ تک مکمل اسباق آپ اکیلے پڑھاتے تھے۔ آپ کی علمی ترقی میں جامعہ احیاء العلوم کے کتب خانے کا بہت بڑا دخل تھا۔ مظفر گڑھ کے زمانۂ تدریس میں آپ نے موقع کو غنیمت جانا اور جوانی کے اس عالم میں کتابوں کے درمیان خوب عرق ریزی کی، جس کے سنہری اثرات ہمیشہ آپ کی تقریر وتدریس میں نمایاں طور پر دکھائی دیتے تھے۔

آپ کی تعلیمی قابلیت اور علمی رسوخ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۴ھ میں جامعہ مخزن العلوم خانپور میں دورۂ تفسیر کے دوران حضرت مفتی صاحبؒ، بندہ عاجز اور مولانا مسلم صاحبؒ ہم تین آدمی ایک جماعت کی صورت میں اکٹھے بیٹھا کرتے تھے، جس میں بسا اوقات دوسرے طلباء بھی شریک ہو جایا کرتے۔ تکرار ومراجعت کی ذمہ داری حضرتؒ ہی کے سپرد تھی۔ ایک مرتبہ دورانِ تکرار دسویں پارے میں سورۂ انفال کی آیت ”وَلَوْعَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْراً لَّاَسْمَعَهُمْ، وَلَوْأَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ “ پر حضرت نے ایک اشکال پیش کیا کہ آیت مبارکہ میں مذکورہ دونوں جملے قضیہ شرطیہ کے قبیل سے ہیں، جن میں سے پہلے قضیے کے اندر تالی اور دوسرے میں مقدم حد اوسط ہے، اگر حد اوسط کو گرا دیا جائے، تو نتیجہ نکلتا ہے: ”وَلَوْعَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْراً، لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ“ جو انتہائی غلط ہے۔

اس اشکال کا جواب جب ہم طلباء میں سے کوئی دوسرا شخص نہ دے سکا، تو خود حضرتؒ نے اس کا حل پیش کیا اور فرمایا کہ درحقیقت ”لَّاَسْمَعَهُمْ، وَلَوْأَسْمَعَهُمْ“ کو حد اوسط قرار دینا ہی ایک غلط فہمی پر مشتمل ہے کہ اس کی وجہ سے آیت مبارکہ میں اشکال پیدا ہو، اس لئے کہ حد اوسط میں دونوں اجزاء کے درمیان وحدت کلیہ شرط ہوتی ہے اور یہاں پر وحدت نہیں پائی جارہی، بلکہ اول قضیہ میں سماع سے مراد سماع قبول ہے اور ثانی میں اس سے مراد مطلق سماع ہے، جو آپس میں ایک دوسرے سے مغائر ہیں، لہٰذا سرسری نظر میں ان کو حد اوسط گردانتے ہوئے فنی مشکل میں پھنسنا بالکل بے جا ہوگا۔

زمانۂ طالب علمی سے ہی آپ کے اندر علمی ذوق کا جوہر ودیعت تھا۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے شوال ۱۴۰۹ھ میں ابوداؤد شریف کے ایک درس کے اندر آپ کی علمی لیاقت کا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے: ”میرے دو ہی دوست تھے، مولانا صدیق صاحب (محمود کوٹی) اور دوسرے

کا نام بھی صدیق تھا، مولانا صدیق صاحب انتہائی لائق فائق انسان تھے۔ (جامعہ خیر المدارس میں) دورہ حدیث والے سال اکثر کتابوں کی عبارت یہی پڑھا کرتے تھے‘‘۔

اساتذہ وشیوخ

آپ کے اساتذہ میں سے اکثر کا ذکر تعلیمی دورانیے کی تفصیلات میں تقریباً آچکا ہے، جن کے علاوہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ تفسیر قرآن میں آپ کے خاص استاذ ہیں، آپ نے جامعہ مخزن العلوم، خانپور میں ان سے دو مرتبہ دورۂ تفسیر پڑھا، ایک مرتبہ دوران تعلیم ۱۳۷۳ھ بمطابق ۱۹۵۴ء میں تکمیل کے پہلے سال اور دوسری مرتبہ دورانِ تدریس آپ نے ان سے تفسیر پڑھی۔

آپ کے قریبی علاقہ کھٹھی حمزہ میں آباد سادات خاندان کے دو مشہور فرد حضرت مولانا پیر محمد شاہ صاحب اور حضرت مولانا سید نظام الدین شاہ صاحب بخاری آپ کے اساتذہ میں سے بحمداللہ حال کے اندر بقید حیات بزرگ ہیں۔ حضرت مولانا پیر محمد شاہ صاحب، شاگرد حضرت مولانا محمد عمر قریشیؒ آپ کے مشکوٰۃ المصابیح کے استاذ ہیں۔ پیر محمد شاہ صاحب کا خاندان تحصیل کوٹ ادو کا معروف علمی خاندان ہے، جس میں پشت در پشت علماء وفضلا اور عظیم نسبتوں کے حامل اہل خیر چلے آئے ہیں، آپ کے پردادا جناب مولانا سید سلطان احمد شاہ صاحبؒ سرمایۂ ملت، رئیس المتکلمین، محدثِ عصر حضرت مولانا علامہ عبدالعزیز پرہاڑویؒ متوفی ۱۲۳۹ھ، مولف ’’کوثر النبی ﷺ‘‘ کے معاصر اور ان کے خاص متعلقین میں سے تھے۔

حضرت مولانا عبدالعزیز پرہاڑویؒ نے عقائد پر فارسی میں اشعار کا مجموعہ اپنی کتاب ’’ایمان کامل‘‘ کی تصنیف انہی کے ایماء پر کرائی تھی، جس میں حضرت پرہاڑویؒ کے منہ سے نکلنے والے مبارک اشعار کے کاتب اول بھی حضرت مولانا سید سلطان احمد شاہ صاحبؒ ہیں، یہ بات پوری وضاحت کے ساتھ ’’ایمان کامل‘‘ کے مقدمہ میں سبب تالیف کے بیان میں مذکور ہے۔

حضرت مولانا سید نظام الدین شاہ صاحب اس وقت جامعہ تجوید القراء بی بلاک، لاہور میں قیام پذیر ہیں، اور جامعہ کی ادارت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، آپ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے شاگرد اور ان کے زمانۂ تدریس ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹۴۹ء میں جامعہ عباسیہ، بہاولپور کے فاضل ہیں، جس کے بعد درس حدیث کے شدتِ اشتیاق کے پیش نظر ۱۳۶۹ھ بمطابق ۱۹۵۰ء میں آپ نے جامعہ خیر المدارس ملتان سے دوبارہ دورہ حدیث کیا اور ۱۹۵۱ء سے

جامعہ احیاء العلوم مظفر گڑھ مدرس ہو گئے۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے ۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۹۵۲ء میں ان سے جامعہ احیاء العلوم میں دیوان حماسہ اور دیوان متنبّی پڑھی ہے۔

ان حضرات کے علاوہ حافظ محمد وارث صاحبؒ گوراہ بھی آپ کے اساتذہ میں سے ہیں، جن سے حفظ قرآن کے بعد آپ نے منزل کی دہرائی کی تھی۔

جنازہ وتدفین

۴؍رمضان المبارک شام سوا چھ بجے مولانا منظور احمد، استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان کی زیر اقتداء علماء وطلبا اور متوسلین کے ایک جم غفیر نے محمود کوٹ شہر ہائی سکول کے گراؤنڈ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور بعد نماز مغرب سناواں میں قبرستان شاہ نظام، نزد ٹبی موچیاں والا میں آپ کے جسد اطہر کو سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس پاک روح کو اپنے جوار میں مقاماتِ عالیہ عطا فرمائیں اور جمیع متوسلین میں قرآن وسنت کے علوم وبرکات کی بہاریں قائم فرمائیں۔

پسماندگان میں آپ نے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑیں، سب کے سب قرآن پاک کے حافظ اور تین بیٹے عالم دین ہیں، سب سے بڑے بیٹے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی صاحب تجربہ کار مدرس اور عرصہ سے خدمت حدیث میں مصروف ہیں۔ حال میں آپ جامعہ حفصہ للبنات مظفر گڑھ کے مدیر ہونے کے ساتھ ساتھ جامعہ دارالعلوم رحیمیہ ملتان کے شیخ الحدیث بھی ہیں۔ حضرت کی وفات کے بعد ۷ رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک جب شوریٰ کا پہلا اجلاس منعقد ہوا، تو شوریٰ نے حضرت کی جگہ اہتمام کی ذمہ داری ان ہی کے سپرد کر دی۔ اللہ پاک حامی و ناصر ہوں۔

دوسرے بیٹے حافظ عبدالرحیم صاحب، تیسرے پروفیسر مولانا عبدالجلیل صاحب، چوتھے حافظ عبدالقیوم خیالی اور سب سے چھوٹے بیٹے مولانا عبدالحنان صاحب ہیں، ماشاءاللہ! سب کے سب اپنی اپنی وسعت کے بقدر دین کا کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائیں، اُن کے علمی واصلاحی سلسلوں کو جاری وساری رکھیں اور اس میں اپنی خاص نصرت سے نوازیں۔

www.banuri.edu.pk